قسط ۲

عورت کی دیت

احادیث اور اجماع کی روشنی میں

حضرت مولانا عبدالسلام کیلانی صاحب
فاضل مدینہ یونیورسٹی

مسائل دیت کی اہمیت

دیات اور قصاص کے مسائل خالص علمی اور دقیق ہونے کے باوجود چونکہ اسلامی نظام حیات کا ایک نہایت اہم اور بنیادی حصہ ہیں اس لیے ضروری ہے کہ ان مسائل کو عوام و خواص تک پہنچایا جائے ان مسائل کی اہمیت و افادیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے فوراً بعد سب سے پہلے ان مسائل ہی پر توجہ دی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایسا کرنا اس امر کا غماز ہے کہ ان مسائل کو عام کر دیا جائے تاکہ لوگوں میں جرائم کی سنگینی کا احساس پیدا ہو اور مجرمانہ ذہنیت کے حامل افراد کی حوصلہ شکنی ہو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے بعد اپنے اولین خطبہ میں جو کچھ فرمایا اس کا حال حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ یوں بیان فرماتے ہیں۔

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطب یوم الفتح بمکۃ فکبر ثلاثاً ثم قال لا الٰہ الا اللہ وحدہ صدق وعدہ الا ان کل ماثرۃ کانت فی الجاھلیۃ تذکر و تدعی من دم او مال تحت قدمی الا ما کان من سقایۃ الحاج و سدانۃ البیت ثم قال ان دیۃ الخطأ شبہ العمد ما کان بالسوط والعصا مائۃ من الابل منھا اربعون فی بطونھا اولادھا۔[1]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے بعد خطبہ ارشاد فرمایا۔ آپ نے پہلے تین بار تکبیر (اللہ اکبر) کہی پھر فرمایا اللہ واحد ہی عبادت کے لائق ہے جس نے اپنا وعدہ پورا کیا۔ اور اپنے بندے کی مدد فرمائی اور اس نے اکیلے ہی تمام لشکروں کو شکست دی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خبردار! عہد جاہلیت کے تمام آثار جو کسی خون یا مال کے نام پر تھے وہ سب میرے قدموں کے نیچے ہیں (یعنی پامال ہو چکے ہیں) سوائے حاجیوں کے پانی پلانے اور خانہ کعبہ کی حفاظت و نگہداشت کے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر فرمایا خبردار رہو (قتل) خطاء جو کہ قتل عمد سے مشابہ ہو یعنی جو (قتل) لاٹھی یا کوڑے سے ہو اس کی دیت سو اونٹ ہے۔ جن میں سے چالیس حاملہ اونٹنیوں کی صورت میں ہوں۔

[1] سنن ابی داؤد کتاب الدیات باب دیۃ الخطأ شبہ العمد

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس خطبہ کا ذکر سنن نسائی (۲ ص ۲۱۸) میں بھی موجود ہے جس میں بعض زائد مسائل کا بھی بیان موجود ہے۔ اس روایت کے مطابق جب آپ نے یہ خطبہ ارشاد فرمایا اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خانہ کعبہ کے ساتھ ٹیک لگائی ہوئی تھی جس سے صاف ظاہر ہے کہ اس انداز سے خطبہ میں ان مسائل کو بیان کر کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی اہمیت کو صحابہ کرام میں اجاگر کرنے کی کوشش فرمائی تھی۔ جس سے معلوم ہوسکتا ہے کہ یہ مسائل کس قدر اہم اور ان کا علم حاصل کرنا کس قدر ضروری ہے۔

مسائل دیت کی اساس وحی الٰہی ہے

اگرچہ ہر مسلمان کا عقیدہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر قول و فعل منشاء الٰہی کے عین مطابق اور حکم خداوندی کے موافق ہے لیکن ائمہ کرام نے تصریح فرمادی ہے کہ اور خصوصی طور پر اس بات کا ذکر کیا ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے جو بھی دیت کے احکام و مسائل بیان فرمائے ہیں۔ وہ دراصل اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپؐ پر بذریعہ وحی خفی نازل ہوئے ہیں چنانچہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ، کے مشہور شاگرد طاؤس کے فرزند فرماتے ہیں۔

عند ابی کتاب فیہ ذکر العقول جاء بہ الوحی الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ ماتقی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من عقل او صدقۃ فانما جاء الوحی۔

(دار قطنی ج ۳ ص ۹۵)

میرے والد کے پاس ایک کتاب تھی جس میں دیت کا ذکر تھا۔ اور فرشتہ وحی لے کر انہیں آپ پر نازل ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقے یا دیت کے جو بھی مسائل بیان فرمائے ہیں وہ فرشتہ وحی لے کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا تھا۔

امام طاؤس کے بیٹے کی وضاحت سے معلوم ہوا کہ احادیث میں جو مسائل دیت بیان ہوئے ہیں اور اس ضمن میں جن احادیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ عورت کی دیت مرد کی دیت سے آدھی اور نصف ہے وہ حکم بھی فرشتہ وحی ہی لے کر آپ کے پاس آیا ہے۔ اور اس سے کسی کو مجال انکار نہیں ہوسکتا اب آیئے ان احادیث کی طرف جن سے معلوم ہوتا ہے کہ عورت کی دیت مرد کی دیت سے نصف ہے۔

(۱) حدیث عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہٖ۔

عمرو بن شعیب بن محمد بن عبد اللہ بن عمرو بن العاص بن الوائل السہمی۔

عبد اللہ بن عمرو بن عاص ؓ۔ آپ جلیل القدر صحابی ہیں۔ آپ ... احادیث کے راوی ہیں۔

مسائل دیت میں بنیادی حدیث عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہٖ ہے۔ یہ حدیث ابوداؤد کتاب الایات، سنن نسائی (ج ۲ صـ ۲۱۴) ترمذی (ج ۲ صـ ۲۵) اور ابن ماجہ کے علاوہ مصنف

صرف بخاری و مسلم میں مجموعی طور پر آپ کی ۵۴؍ احادیث مذکور ہیں۔ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر بات لکھ لیا کرتے تھے۔ نیز حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہٗ نے بھی بیان فرمایا ہے کہ عبداللہ بن عمرو بن عاص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام ارشادات کو لکھ لیا کرتے تھے۔

ان کے بیٹے **محمد** کی روایات ابوداؤد، ترمذی، نسائی میں موجود ہیں۔ انہوں نے اپنے باپ سے تعلیم حاصل کی صحیفۂ عمرو بن شعیب میں عن جدہٖ سے مراد یہ نہیں بلکہ عبداللہ بن عمرو بن عاص ہیں۔

شعیب بن محمد: آپ کی روایات سنن اربعہ (ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ میں موجود ہیں۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے جزء القراۃ اور ادب المفرد میں بھی ان سے روایت نقل کی ہیں۔ ان اساتذہ میں ان کے جدِّ امجد عبداللہ بن عمر بن عاص اور ان کے والد محمد کے علاوہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہٗ قابلِ ذکر ہیں۔ جب کہ ان کے تلامذہ میں سے ان کے فرزند عمرو ثابت بنانی اور عطاء بن ابی مسلم خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں

ان کے بیٹے **عمرو بن شعیب**: آپ بھی سنن اربعہ کے راوی ہیں امام بخاری نے جزاۃ القراۃ میں آپ سے روایت لی ہیں ان کے تلامذہ میں سے عمرو بن دینار، قتادہ، زہری ایوب اور دیگر لاتعداد لوگ شامل ہیں۔ آپ سے استفادہ کرنے والوں کے تفصیلی اسمائے گرامی یہ ہیں۔

۱ ۔ **سلمان بن موسیٰ** (ابوداؤد، ترمذی، ابنِ ماجہ، نسائی)
۲ ۔ **حسین المعلم**۔ 〃 〃 〃
۳ ۔ **ابنِ جریج** ۔ ابوداؤد، نسائی۔
۴ ۔ **ابوحمزہ صیرفی**۔ 〃 ، ابنِ ماجہ۔
۵ ۔ **یحییٰ بن سعید** ۔ ابوداؤد۔
۶ ۔ **مثنیٰ بن الصباح**۔ ترمذی
۷ ۔ **مطر الوراق** ۔ نسائی اور ابن ماجہ۔
۸ ۔ **عبدالرحمٰن بن حارث** ۔ ابوداؤد۔
۹ ۔ **عبدالرحمٰن بن طیاش** ۔ ابنِ ماجہ۔
۱۰ ۔ **حجاج بن ارطاۃ** ۔ ترمذی، ابنِ ماجہ۔
۱۱ ۔ **محمد بن اسحاق** ۔ ابوداؤد۔
۱۲ ۔ **اسامۃ بن زید** ۔ ابوداؤد، نسائی۔
۱۳ ۔ **ابن الضباع** ۔ ابن ماجہ۔
۱۴ ۔ **علاء بن حارث**۔ ابوداؤد۔ نسائی۔
۱۵ ۔ **ابوعمر** ۔ ابوداؤد۔

ان کے علاوہ چار آئمہ ایسے ہیں جنہوں نے عمرو بن شعیب سے احادیث نقل کی ہیں اور ان سے استفادہ کیا ہے اور ان چاروں ائمہ کو خود صحابہ کرام تک رسائی رہی ہے۔ وہ ہیں زہری، عمرو بن دینار، ایوب سختیانی اور قتادہ۔ جب یہ لوگ عمرو بن شعیب کے خوشہ چیں ہیں تو کون ہے جو عمرو بن شعیب کی حدیث کا انکار کرے یا اس پر اعتراض کرے۔

عبدالرزاق میں موجود ہے تاہم مصنف عبدالرزاق عن ابیہ عن جدہ کے الفاظ کا ذکر نہیں ہے۔ ان تمام کتب احادیث میں مذکور حدیث عمرو بن شعیب کے الفاظ و مسائل اگرچہ مختلف یا کم و بیش ہیں[1] تاہم اس سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے۔ اور ائمہ حدیث نے نے اس پر مکمل اعتماد کیا ہے۔ لہٰذا اگر بعض کتب میں عورت کی نصف دیت کا ذکر موجود نہیں ہے اور بعض میں ہے تو اس سے یہی سمجھا جائے گا کہ یہ مسئلہ بھی اس حدیث کا ایک جزء ہے جسے بعض راویوں نے ذکر کیا ہے۔ اور بعض نے نہیں۔ کیونکہ اس کے علاوہ اور بھی بے شمار مسائل دیت میں جن کے بیان میں کتب احادیث میں الفاظ کی کمی بیشی پائی جاتی ہے۔ اور وہ سب روایات عمرو بن شعیب ہی سے مروی ہیں۔ بلکہ وہ دراصل ایک ہی حدیث ہے۔ جس کے بعض اجزاء کا ذکر بعض محدثین نے کیا ہے اور بعض دیگر اجزاء کا ذکر دوسرے محدثین نے۔ زیر بحث مسئلہ کہ عورت کی دیت مرد کے نصف ہے اس کا تذکرہ عمرو بن شعیب کی حدیث کے اس حصہ میں موجود ہے جو کنز العمال میں بحوالہ مصنف عبدالرزاق نقل کی گئی ہے (ج ۱۵ ص ۳۳-۱۳۲) حدیث کے الفاظ یہ ہیں۔

عن ابی جریج قال قال عمرو بن شعیب قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عقل المرأۃ مثل عقل الرجل حتی یبلغ ثلث دیتھا و ذالک فی المنقولۃ۔	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورت کی دیت ثلث تک مرد کے برابر ہے۔ اور یہ دیت اس زخم میں ہے جس میں ہڈی ٹوٹ کر اپنی جگہ سے ہٹ جائے۔ اور اگر دیت ایسے زخم (منقولہ) سے بڑھ جائے تو وہ جس قدر بھی ہو مرد کی دیت سے نصف ہو گی۔

---

[1] مثلاً نسائی کی روایت ہے اور دیگر کتب کی روایت میں اختلاف ہے کہ دیت کے اونٹوں کی عمر کیا ہو۔ نسائی کی روایت کے مطابق ۳۰ ایک سالہ میں داخل۔ ۳۰ دو سالہ تیسرے میں داخل۔ ۳۰ تین سالہ چوتھے میں داخل اونٹنیاں اور دس دو سالہ تیسرے میں داخل لوٹے ہونے چاہئیں۔ اسی طرح اس حدیث میں ناک کی دیت کا ذکر نہیں جبکہ ابو داؤد میں موجود ہے۔ نسائی میں قاتل کی میراث کا ذکر نہیں جبکہ ابوداؤد میں موجود ہے۔ ترمذی کی روایت میں ایک ایسے مسئلے کا ذکر ہے جو ابوداؤد، نسائی اور مصنف عبدالرزاق کی روایت میں موجود نہیں اور وہ یہ کہ بصورت قتل عمد بدل قتل کا تذکرہ کہ جس پر بھی فریقین رضامند ہو جائیں۔ اس تفصیل سے معلوم ہو جاتا ہے کہ عمرو بن شعیب کی حدیث دراصل ایک ہی حدیث ہے جسے کتب احادیث میں الفاظ کی کمی بیشی کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ لہٰذا کنز العمال کی جو روایت بحوالہ مصنف عبدالرزاق پیش کی گئی ہے۔ وہ دراصل ابوداؤد، نسائی، ترمذی اور ابن ماجہ کی روایت ہی کا ایک حصہ ہے۔

عمر بن شعیب عن ابیہ عن جدہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم اس سند پر بعض حضرات چند شبہات پیش کرتے ہیں جو اگر غور سے دیکھا جائے تو قابل اعتنا نہیں۔ پہلا اعتراض یہ ہے کہ عمرو کے والد شعیب کسی سے روایت بیان کرتے ہیں اگر وہ اپنے والد سے بیان کریں تو ایسی صورت میں یہ روایت مرسل ہوگی کیونکہ وہ تابعی ہیں اور مرسل روایت میں احتمال رہتا ہے۔ کہ تابعی نے صحابی کی بجائے کسی اور تابعی سے سنا ہو۔ اور اس تابعی کا مبہم رہنا حدیث کے ضعف کا باعث ہوتا ہے۔ مگر یہ اعتراض اور اشکال اس بناء پر درست نہیں کیونکہ شعیب بن سماع حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص سے ثابت ہے۔ ابوداؤد (ج ۲ صہ ۲۶۲) نسائی ج ۲ صہ ۲۱۴ اور ۲۱۸) میں ایسی روایت موجود ہیں جن میں عن جدہ کے ساتھ عمرو بن عاص کے نام کی صراحت ہے۔ بلکہ دارقطنی، حاکم بیہقی میں ایک روایت (فی افساد الحج) ایسی موجود ہے۔ جس سے آپ کا سماع نہ صرف عبداللہ بن عمرو سے ثابت ہوتا ہے بلکہ حضرت عبداللہ بن عمر سے بھی سماع ثابت ہوتا ہے۔ دوسرا اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ اگر شعیب نے عبداللہ بن عمرو کی روایات ان کی وفات کے بعد صحیفہ سے نقل کی ہیں تو انہیں تو ان کے طرز تحریر کا علم نہ تھا لہٰذا بہت ممکن ہے کہ کسی نے اس صحیفہ میں تحریف کر دی ہو۔ مگر یہ بات بھی بے وزن اور بے بنیاد ہے۔ اوّل اس لیے کہ ان کی ملاقات اور سماع اپنے دادا سے ثابت ہے جیسا کہ پہلے عرض کیا جا چکا ہے لہٰذا ملاقات ثابت ہو جانے کے بعد صحیفہ سے روایت کرنا قطعاً مضر نہیں کیونکہ اس طرح خط کا پہچاننا زیادہ آسان ہوتا ہے اور تحریف ناممکن ہوتی ہے دوسری وجہ یہ ہے کہ راوی زندہ ہو اور اس کا صحیفہ بھی موجود ہو جو کہ اس نے بلا واسطہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہو تو پھر اس صحیفہ کی صداقت پر انگشت نمائی کرنا محض دیدہ دلیری ہے

صحیفہ ھمام بن منبہ کی اس قدر اہمیت کیوں ہے۔ اس کی وجہ محض یہ ہے کہ ہمام بن منبہ نے یہ صحیفہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے علم کو جمع کرنے کے ضمن میں تیار کیا تھا۔ لہٰذا صحیفہ ابن عمرو بن عاص کی اہمیت کیوں نہ تسلیم کی جائے۔ تاہم مصنف عبدالرزاق کی روایت میں چونکہ عن ابیہ عن جدہ کے الفاظ مذکور نہیں ہیں اس لیے اگرچہ یہ روایت مرسل ہے مگر یہ بات مضر نہیں کیونکہ جب عمرو بن شعیب کے پاس بنیادی علم ان کا صحیفہ ہے اور ان کی اپنے باپ سے اور باپ کے اپنے دادا سے ملاقات بھی ثابت ہے۔ تو پھر محدث عبدالرزاق عن ابیہ عن جدہ کہیں یا نہ کہیں اس سے کچھ فرق نہیں پڑتا۔ چنانچہ عبدالرزاق کی یہ عادت بھی ہے کہ وہ اکثر عمرو بن شعیب کے ساتھ عن ابیہ عن جدہ کا تذکرہ نہیں کرتے۔ عبدالرزاق کا اسے مرسل بیان کرنا اس روایت کو

اس لیے بھی کمزور نہیں کرتا کہ۔

۱۔ عبدالرزاق کو یہ یقین نہ ہو کہ آیا وہ صرف صحیفہ سے روایات بیان کرتے ہیں یا اپنے حافظہ سے بھی۔

۲۔ عبدالرزاق کے عہد میں مرسل روایت کی حجیت و عدم حجیت کا مسئلہ ابھی پیدا نہ ہوا تھا اس مسئلہ کا آغاز امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا جب آپ نے کئی مرسل روایات کا کھوج لگایا تو پتہ چلا کہ تابعی کے بعد صحابی کی بجائے اور تابعی موجود ہیں۔اس لیے انہوں نے مرسل روایت کو قبول کرنے سے انکار کر دیا۔

۳۔ اس روایت کے تمام اجزاء کم و بیش ایسے ہیں کہ انہیں اصحاب سنن نے عن ابیہ عن جدہ کے الفاظ سے نقل کیا ہے۔لہٰذا عبدالرزاق کی سند کی وضاحت ان کتب میں ہو گئی۔

( ) محدث عبدالرزاق نے عمرو بن شعیب کی طویل ترین حدیث میں سے عورت کی دیت کے متعلق ایک مختصر حصہ بایں الفاظ نقل کیا ہے۔

اخبرنا ابن جریج عن عمرو بن شعیب قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عقل المرأۃ مثل عقل الرجل حتی یبلغ ثلث دیتها و ذلک فی المنقولۃ فما زاد علی المنقولہ فھو نصف عقل الرجل۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ عورت کی دیت مرد کے برابر ہے منقولہ زخم میں ثلث تک جب منقولہ زخم سے بڑھ جائے تو مرد کی دیت سے اس کی دیت نصف ہے۔